صبر واستقامت کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے اور ان پر مضبوطی سے قائم ہونے کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پُر معارف ارشادات

اگر تم صبر کی راہوں کو اختیار کرو گے تو اپنے رب کی خوشنودی اور اس کا پیار حاصل کرتے چلے جاؤ گے

مرتبہ: مکرم منیر احمد رشید صاحب

برائیوں سے ہمیشہ بچنے اور نیکیوں پر قائم رہنے کا نام صبر ہے

صبر کے (-) معنی (-) ہیں کہ انسان استقلال کے ساتھ برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہے۔ یعنی اسے اپنے نفس پر اتنا قابو ہو کہ وہ کبھی بے قابو ہو کر گناہ کی طرف مائل نہ ہو دوسرے معنی یہ ہیں کہ انسان نیکی پر ثابت قدم رہے اور دنیا کی کوئی طاقت، دنیا کا کوئی وسوسہ اور دنیا کا کوئی دجل صدق کے مقام سے مومن کا قدم پرے نہ ہٹا سکے اور صبر کے تیسرے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی نازک وقت اور مشکل پیش آئے اور دل میں شکوہ پیدا ہو تو وہ اسے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرے۔ (الفضل 15 جون 1966ء)

صبر، تدبیر اور توکل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم یہ دو باتیں کرلو گے یعنی ایک طرف صبر اور تدبیر کو انتہاء تک پہنچا دو گے اور پھر صرف مجھ پر بھروسہ کرو گے اور اپنے نفس کو کلیۃً میری راہ میں فنا کر کے کامل توحید پر قائم ہو جاؤ گے تو یہ یاد رکھو کہ ان اللہ مع الصابرین میں تمہاری مدد کے لئے آسمان سے اتروں گا اور جب میں آسمان سے اپنی تمام صفات حسنہ کے ساتھ اپنی عظمت اور کبریائی کے ساتھ اور اپنے حسن اور جلال کے تمام جلووں کے ساتھ تمہاری مدد کے لئے نازل ہوں گا تو اس وقت نہ روس کی طاقت تمہارا مقابلہ کرسکے گی اور نہ ہی تمہارے سامنے چین کی کوئی حیثیت رہے گی۔ امریکہ اور انگلستان کا غرور بھی توڑ دیا جائے گا اور یہ وعدہ پورا ہوگا کہ (دین) دنیا میں غالب آئے گا اور تمام اقوام عالم محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گی۔

لیکن ہمیں ہر حال یہی ارادہ اور نیت رکھنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ صبر اور صلوٰۃ کی جو تعلیم دیتا ہے ہمیں اس پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل 15 جون 1966ء)

توکل کے نتیجہ میں صبر

مخالف (-) کی ایذا رسانی پر صبر اسی صورت میں کیا جاسکتا ہے کہ جب انسان نے کسی قادر ہستی کی انگلی پکڑی ہوئی ہو۔ اگر کوئی ایسا قابل اعتماد بھروسہ ہی نہ ہو تو انسان بے صبرا ہو جائے گا کیونکہ انتہائی دکھوں میں ڈالے جانے کے بعد انتہائی توکل والا ہی انسان کرسکتا ہے۔ (اور پھر توکل ہی کے نتیجہ میں صبر پیدا ہوتا ہے) جسے یہ معلوم ہو اور جس کا یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ہستی ہے جس نے شروع ہی سے ہماری راہنمائی اور کامیابی کے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ ہماری استطاعت کے مطابق اور ہمارے ماحول کے لحاظ سے اور جو وقت کا تقاضا تھا اسے سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہدایت کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اگر ہم اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلیں گے، اس کی ہدایتوں پر عمل کریں گے، تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم ناکام ہوں۔

غرض جب انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اپنی کمزوری اور اپنے گناہ اور اپنی بے مائیگی کا احساس انتہاء تک پہنچتے ہوئے بھی ایک انتہائی قادر مطلق خدا پر اس کا ایمان ہوتا ہے۔ اس کی صفات کی معرفت اسے حاصل ہوتی ہے پھر جب وہ خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتا ہے تو غیر کی قائم کردہ روکیں اسے ڈراتی نہیں۔ ولنصبرن علیٰ مآ اٰذیتمونا میں مومنوں کی یہی صفت بتائی گئی ہے۔ (الفضل 6 فروری 1972ء)

رب کی خوشنودی کے لئے

صبر کے ایک معنی (-) شجاعت کے ہیں یعنی میدان جنگ میں صبر وثبات کے ساتھ قائم رہنا اور صبر کے ایک معنی کسی کا بچہ مر جائے تو نوحہ نہ کرنے کے ہیں یعنی اس بات پر قائم رہنا کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اس کی رضا پر ہم راضی ہیں۔ اس طرح یہ صبر مختلف شکلوں میں انسانی زندگی میں ظاہر ہوتا ہے۔

فرمایا اپنے رب کی خوشنودی کے لئے صبر کی راہوں کو اختیار کرو اور اگر تم صبر کی راہوں کو اختیار کرو گے تو تم اپنے رب کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی اور اس کا پیار حاصل کرتے چلے جاؤ گے۔ (الفضل 8 جنوری 1972ء)

مضبوطی سے قائم رہو

صبروا کے معنے ہیں کہ وہ فوراً رک جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بدیوں سے تم رکو گے تب بھی تمہیں جزا ملے گی اور نیکیوں کو کرو گے تب بھی تم کو جزا ملے گی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اپنی اس صفت کو مضبوط کرو اور اس خلق پر مضبوطی سے قائم رہو کہ جب بھی تمہیں کسی بری چیز سے روکا جائے تو فوراً رک جاؤ۔ صحابہؓ کی زندگی میں اس کی ایک مثال ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ اس سے روکا نہیں گیا تھا اس لئے بڑے بڑے بزرگ صحابہؓ میں سے بھی بعض (سارے نہیں) شراب پیا کرتے تھے اور انہیں اس کی عادت تھی لیکن اس عادت کے باوجود ایک دن یوں ہوا کہ ابوعبیدہ بن الجراح اور ابوطلحہ اور ابی بن کعب شراب پی رہے تھے اور حضرت انسؓ انہیں شراب پلا رہے تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ شراب پی کر عقل بہک جاتی ہے۔ شراب سے عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں لیکن اس حالت میں کہ وہ شراب کی مدہوشی میں تھے ان کے کانوں میں یہ آواز آئی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ شراب ممنوع قرار دے دی گئی اس وقت گو عقل نیم مردہ تھی لیکن اسلام کی روح اور زندگی بیدار تھی۔ اس لئے انہوں نے اس وقت یہ نہیں سوچا کہ پہلے جا کر پتہ کرلیں کہ یہ حکم نازل بھی ہوا ہے یا نہیں بلکہ انہوں نے اس شخص کو جو شراب کے پیالے ہاتھ میں لئے ان کی طرف آرہا تھا کہا کہ انس جاؤ اور ان مٹکوں کو توڑ دو۔ خدا نے شراب حرام کر دی ہے۔

(بخاری کتاب الاشربۃ باب نزل تحریم الخمر)

غرض اس قسم کی اطاعت ہے جس کا (دین) ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس واقعہ کے متعلق یوں یہ تحریر فرمایا ہے کہ صحابہ رسول ﷺ کے ایسے وفادار اور مطیع فرمان تھے کہ کسی نبی کے شاگردوں میں ایسی نظیر نہیں ملتی ہے اور خدا کے احکام پر ایسے قائم تھے کہ قرآن شریف ان کی تعریفوں سے بھرا پڑا ہے لکھا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نافذ ہوا تو جس قدر شراب برتنوں میں تھی وہ گرادی گئی اور کہتے ہیں اس قدر شراب بہی کہ نالیاں بہہ نکلیں اور پھر کسی سے ایسا فعل شنیع سرزد نہ ہوا اور وہ شراب کے پکے دشمن ہوگئے۔

(ڈائری حضرت مسیح موعود 29 اکتوبر 1902ء)

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ 13 جنوری 1968ء)

صبر کا توکل کے ساتھ

ایسے گروہ ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں جن کا ہاتھ خدا کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں پھیلا۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے خدا تعالیٰ پر پورا توکل رکھتے تھے اور رکھتے ہیں اور صبر سے کام لیتے تھے اور لیتے ہیں۔ اب مثلاً جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں کچھ عرصہ بھوکا رہ لوں گا مگر کسی سے مانگ کر نہیں کھاؤں گا۔ اس صورت میں صبر کی ضرورت ہے اسے کچھ عرصہ صبر سے کام لینا پڑے گا۔ اسی لئے صبر اور توکل کو قرآن کریم میں کئی جگہ اکٹھا کر دیا گیا ہے کیونکہ صبر کا تعلق توکل علی اللہ سے بہت زیادہ ہے۔

غرض (دین) کسی کے دل میں مایوسی نہیں پیدا کرتا۔ قرآن کریم نے یہ کہا ہے کہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا۔ ہم اس کے عام طور پر یہ معنے کیا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یہ درست ہے، اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس لحاظ سے بھی ہمارے دل میں مایوسی پیدا نہیں ہونی چاہئے لیکن یہ بھی درست ہے کہ اس کے علاوہ بھی انسانی زندگی کے ہزاروں پہلو ایسے ہیں جن میں انسان اگر صحیح (دینی) تعلیم پر عمل کر رہا ہو تب بھی حصول مقصد اور ابتدائی کوشش میں ایک فاصلہ ضرور ہوتا ہے۔ جب انسان کسی کام کے لئے کوشش کی ابتدا کرتا ہے تو اس وقت وہ بے صبری سے کام نہیں لیتا بلکہ صبر کرتا ہے اور بشاشت کے ساتھ دکھ اور پریشانی اٹھاتا ہے یعنی دنیا کی نگاہ میں وہ دکھ ہوتا ہے یا جسمانی تکلیف ہوتی ہے یا بعض اور تکالیف ہوتی ہیں جن میں سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں انسان کو جو راحت نصیب ہوتی ہے اس سے سارے دکھ درد کافور ہو جاتے ہیں۔

پس اس سے جہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صبر اور توکل علی اللہ کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے وہاں اس حقیقت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ ہر انتہا ایک ابتداء کی محتاج ہے۔ اگر کسی کام کی ابتداء نہ ہو تو اس کے انتہا تک پہنچنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

(خطبہ جمعہ 26 اکتوبر 1973ء)

عربی زبان اور قرآنی اصطلاح

ربنآ افرغ علینا صبراً...... (البقرۃ: 251)

اے ہمارے رب ہم پر قوت برداشت نازل کر صبر عطا کر اور ہمیں ثبات قدم عطا کر اور منکر مخالف کے خلاف ہماری مدد کر۔ صبر کے معنی عربی زبان اور قرآنی محاورہ میں بڑے وسیع ہیں۔ صبر کے معنی ہیں عقلی قوانین اور شریعت کے احکام کی روشنی میں اپنے نفس کو قابو میں رکھنا یہ ہے صبر اور مختلف شکلوں میں یہ ہماری زندگی میں ابھرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو اس پر بھی صبر کرتا ہے انسان میدان جنگ میں ہو تو مومنانہ شجاعت کے مظاہرے کو عربی زبان اور قرآنی اصطلاح صبر کہتی ہے۔ میدان جنگ میں اور ثبات قدم۔ اگر قضا و قدر کے امتحان اور ابتلاء میں مبتلا ہو کوئی شخص جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں آزماؤں گا۔ تو ایسے امتحان کے وقت بشاشت قلب سے اس ابتلاء کو برداشت کرنا یہ بھی صبر ہے اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنا یہ بھی صبر ہے۔ بے موقع اور بے محل بات سے رکے رہنا۔ زبان کو قابو میں رکھنا اس کو بھی صبر کہتے ہیں۔ یعنی ہر پہلو سے جہاں نفس کو قابو میں رکھنا ہو عقل کے قانون کے ماتحت یا شریعت کے احکام کے نتیجہ میں۔ عربی زبان اور قرآن کریم کی اصطلاح اسے صبر کہتی ہے۔

تو ربنآ افرغ علینا صبراً میں یہ دعا ہوئی کہ اے خدا! ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے نفس کو اس طرح قابو میں رکھیں کہ کبھی وہ بے قابو ہو کر تیری

ناراضگی مول لینے والا نہ بن جائے۔
(الفضل 16 ستمبر 1979ء)

صبر عاجزی اور انکسار کی بنیادوں پر کھڑا ہوتا ہے

واستعینوا بالصبر ......(البقرہ:46)اور صبر اور دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔ بہت جگہ اور بھی آیا ہے۔ اس آیت کا انتخاب میں نے اس لئے کیا کہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ صبر و صلوٰۃ کے بغیر کوئی استعانت، مدد نہیں مل سکتی، اس کی رحمت اور اس کا فضل اور اس کی برکتیں تمہیں حاصل نہیں ہوسکتیں اور صبر اور صلوٰۃ، عجز اور انکساری کی بنیادوں کے اوپر اٹھتے ہیں۔ وانھا لکبیرۃ ...... (البقرہ:46) اور بیشک فروتنی اختیار کرنے والوں کے سوا دوسروں کے لئے یہ امر مشکل ہے یعنی جو فروتنی کرنے والے ہیں صرف ان کے لئے یہ مشکل نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے اور اس کی ہدایت کے مطابق صبر اور صلوٰۃ پر کاربند ہوں۔

صبر کے بنیادی معنی تو ہیں استقلال کے ساتھ اور استقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننا اور ان کے مطابق اپنی زندگی گزارنا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام جو ہیں وہ ہماری زندگی کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں اور عربی زبان بہت سے بنیادی ایسے پہلوؤں کے ساتھ صبر کا لفظ استعمال کرتی ہے اس لئے مفردات راغب نے اس کے معنی کرتے ہوئے یہ کہا کہ صبر کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ حبس النفس علیٰ مایقتضیہ العقل والشرع کہ مضبوطی کے ساتھ اپنے نفس کو اس مقام پر قائم رکھنا جس مقام پر قائم رہنے کا عقل اور شریعت مطالبہ کرتی ہے، تقاضا کرتی ہے لیکن اس کی وہ کہتے ہیں مختلف شکلیں نکل آتی ہیں۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا، جس کا مطلب ہے واویلا نہ کرنا اور کوئی ایسی بات نہ کرنا، نہ بولنا جس سے یہ معلوم ہو کہ انسان کا تعلق خدا تعالیٰ سے نہیں بلکہ اس کے غیر کی طرف وہ رجوع کر رہا ہے یا خدا تعالیٰ پر اسے کامل بھروسہ نہیں اور اس کے جو احکام ہیں جس شکل میں بھی وہ آتے ہیں ان پر وہ پوری طرح راضی نہیں۔

دوسرے اس کے معنی میدان جنگ میں ایک کیفیت ہے اس کے متعلق بولا جاتا ہے۔ وہ شجاعت ہے جس معنی میں (دین حق) نے اسے استعمال کیا ہے۔ شجاعت کے معنی ہیں وہ بہادری جس کا تقاضا احکام قرآنی کر رہے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم نے شجاعت کے معنوں میں یہ تقاضا کیا کہ ایک وقت میں کہا کہ اگر ایک ہوگے تو دو پر بھاری یعنی ایک ہزار تم ہوگے میدان جنگ میں تو دو ہزار پر بھاری ہوگئے۔ پھر کہا تمہیں ہم روحانیت میں ترقی دیں گے تم ایک ہزار ہوگے دس ہزار پہ بھاری ہوگے۔ تو یہ شجاعت، یہ ہے شجاعت جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں صبر کہہ سکتے ہیں میدان جنگ میں۔

بڑا بہادر تھا طارق جس نے اپنی کشتیاں جلائیں اور کامل توکل خدا تعالیٰ پر کیا۔ اس نے سوچا ہوگا شاید کہ میرے مقابلہ میں ایک وقت میں میرے پاس (کچھ اور فوج مل گئی تھی ان کو) بارہ ہزار ہیں تو ایک لاکھ بارہ ہزار سے زیادہ تو کسی میدان میں جمع نہیں ہوں گے اس واسطے مجھے کشتیوں کے سہارے کی ضرورت نہیں، میرے لئے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کافی ہے۔ کس قدر شجاعت کا مظاہرہ کیا خدا تعالیٰ کے احکام پر قائم ہوکر اور دنیا کے لئے ایک حیرت اور ایک عجوبہ بن گیا طارق۔ لیکن صرف طارق ہی تو نہیں جس جگہ ہماری ساری تاریخ میں خدا تعالیٰ کے احکام پہ عمل کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق صبر کا نمونہ دکھایا۔ (مومن) نے اور کامل توکل کیا اپنے رب پر دشمن کے تیر ان کی پیٹھ پر نہیں پڑے سینوں پر کھائے۔

ایک صبر کے معنی ہیں آفات سماوی آتی ہیں آزمائش کے لئے اس وقت زجر نہ کرنا۔

چوتھے معنی ہیں زبان پر قابو رکھنا۔ بہت سارے لوگوں کو عادت ہے ویسے ہی بولتے رہتے ہیں اور فتنہ پیدا ہوتا ہے اور وہ خوشحال معاشرہ اور پُرامن معاشرہ جو (دین حق) پیدا کرنا چاہتا ہے ان کی زبان اس میں رخنے پیدا کردیتی ہے۔ زبان پر قابو رکھنا اس معنی میں بھی صبر کا لفظ آیا ہے کہ اپنی زبان کو احکام الٰہی کی رسیوں میں باندھو اور جتنی، جب اجازت ہو جس حد تک بولنے کی اس سے زیادہ نہ بولو۔ نہ کرنے والی بات کرنہ دینا گالی نہ دینا۔ افترا نہ کرنا، اتہام نہ لگانا، بدظنی نہ کرنا وغیرہ وغیرہ خدا تعالیٰ نے بہت سے احکام ایسے ہیں جن کے ذریعے سے زبان پر پابندیاں لگائی ہیں اور ان احکام کے مطابق اپنی زبان کا استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ایک یہ بھی صبر ہے۔

پانچویں: مفردات راغب میں ہے، یہ معنی ہیں اس کے کہ عبادت الٰہی میں جس حد تک ممکن ہو مشغول رہنا اور ہمارے لئے تو اللہ تعالیٰ نے ہر وقت مشغول رہنے کا سامان پیدا کردیا۔ جس وقت ہم باجماعت نماز پڑھ رہے ہیں وہ بھی عبادت میں مشغول ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ یہ ضروری نہیں کہ ایک اجتماعی نماز کے وقت بھی میری عبادت میں تم مشغول ہو، کھڑے ہونے کی حالت میں، بیٹھے ہونے کی حالت میں، لیٹے ہونے کی حالت میں تم میرا ذکر کرسکتے ہو اور میری عبادت میں مشغول رہ سکتے، میری صفات کا ورد کرسکتے ہو، ان کے واسطے سے مجھ سے مانگ سکتے ہو اور دعائیں کرسکتے ہو، اپنی ضرورتیں میرے سامنے پیش کرسکتے ہو، دعا اور صلوٰۃ میں ہر وقت مشغول رہ سکتے ہو اور جو دعا کرتے ہوئے سوجاتا ہے سوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ہی ثواب دے دیتا ہے۔

اور چھٹے یہ کہ ہوائے نفس کے خلاف ہر وقت جہاد میں مشغول رہنا۔ یہ جو انسان کا نفس ہے نا یہ بڑا تنگ کرتا ہے انسان کو اور چوکس اور بیدار رہ کے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی عظمت اور اس کے جلال کو سامنے رکھے بغیر انسان اپنے نفس سے کامیاب جنگ نہیں کرسکتا۔

تو واستعینوا بالصبر میری مدد حاصل کرو صبر کے ساتھ اور جو صبر ہے وہ عاجزی کے بغیر تم نہیں کرسکتے۔ مثلاً ہم نے صبر کے معنی کئے تھے مصیبت کے وقت جزع فزع نہ کرنا۔ جو عاجز بندہ ہے وہ کہے گا کہ جو جتنی دیر میں اس مصیبت سے امن میں رہا اس کا بھی میرا کوئی میرے رب پہ حق نہیں۔ تو جب وہ چیز مجھ سے لے لی گئی اور میرے پر بے اطمینانی کے حالات پیدا ہوگئے تو میں کیا شکوہ کروں خدا سے۔......

تو جب تک صحیح اور حقیقی خشوع نہ ہو، عاجزی نہ ہو، انکسار نہ ہو، تواضع نہ ہو، صبر کے تقاضے نہیں پورے کئے جاسکتے اور اسی واسطے میں نے شروع میں کہا کہ جو صبر ہے وہ عاجزی اور انکسار کی بنیادوں پر کھڑا ہوتا ہے۔ (خطبہ جمعہ 17 جولائی 1981ء)

جے توں میرا ہو رہیں

صبر یعنی استقامت اور استقلال کے ساتھ اس وحی کو مضبوطی سے، احکام الٰہی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ اس وقت تک کہ جو خیر الحکمین ہے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے، وہ اپنا فیصلہ کردے۔ پھر جو ظاہری، جو دنیوی پریشانیاں ہیں۔ بہت ساری ہوتی ہیں وہ خود بخود دور ہوجائیں گی لیکن یہ کہنا کہ ہمیں کوئی دنیوی تکلیف ہی نہ پہنچے کوئی پریشانی نہ ہو۔ یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں تو آزماؤں گا لیکن ہوں تمہارے ساتھ۔ اگر تم میرے رہو گے۔ ع

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

اگر تم میرے ہو رہو گے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں تمہارے ساتھ اس وقت بھی کھڑا ہوں جب دشمن کا وار تم پر پڑتا ہے اور تمہیں تکلیف پہنچ رہی ہوتی ہے۔ آزمانا چاہتا ہوں تمہیں۔ تم سے دور نہیں چلا جاتا اور اگر تم استقامت اور استقلال دکھاؤ گے میرے فیصلے تک اور یہ فیصلہ کرنا کہ کب میں فیصلہ کروں۔ یہ میں نے کرنا ہے تم نے نہیں کرنا اس واسطے صبر تمہارا کام ہے اور اپنی عظمتوں اور جلال کو ظاہر کرنا یہ میرا کام ہے۔ ہزاروں دفعہ پہلے ہوا ہماری زندگیوں میں بھی ہوا اور آئندہ بھی ہوگا۔ اس واسطے خدا کے ہوکر اپنی زندگی گزارو اور خدا سے پاؤ ہر چیز اور پھر اس کی عظمت اور جلال کے جلوے دیکھو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ 10 جولائی 1981ء)

محبت الٰہی پانے کا ایک وسیلہ استقامت

اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت اور اس کی خوشنودی اور اس کی محبت کو پانے کا ایک وسیلہ استقامت ہے۔ یعنی جو رشتہ اس سے جوڑا وہ کسی حالت میں قطع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اس طور پر استقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحی کی اتباع کرے گا اور شریعت (-) کی پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے حق میں وہ فیصلہ کردے گا جو اس نے انہیں بشارت کے رنگ میں پہلے بتا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ یونس میں فرماتا ہے۔

واتبع مایوحٰی الیك ......(یونس:110)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو وحی محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ اور آپ کے طفیل انسان کی حقیقی بھلائی اور ابدی مسرت کے لئے قرآن کریم کی شکل میں نازل کی گئی ہے جو شخص اس کی اتباع کرتا ہے اور صبر کا نمونہ دکھاتا اور استقامت کے مقام کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے اور بشارتیں پوری ہوتی ہیں جو امت (-) کو دی گئی ہیں جو ہر اس شخص کو دی گئی ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے آپ کو منسوب کرتا اور قرآن کریم کا جوا اپنی گردن پر رکھتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے نزول کے لئے اتباع وحی نبی اکرم ﷺ اور صبر اور استقامت نہایت ضروری ہے جو شخص صبر میں کمزوری دکھاتا ہے استقامت یعنی ثبات قدم میں کمزور ہوتا ہے یا نبی اکرم ﷺ پر جو شریعت نازل ہوئی ہے اس کی اتباع صحیح طور پر اور صحیح رنگ میں نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں چاہتا استغفار نہیں کرتا اور خود کو کمزور پاکر اپنے رب کی قوت کا سہارا نہیں لیتا اور اپنی محبت میں اس قدر وفا کا نمونہ نہیں دکھاتا جو دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے والا ہو اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کا حکم جو وعدہ کے رنگ میں اسے دیا گیا ہے نازل نہیں ہوتا اور بشارتیں پوری نہیں ہوتیں لیکن جو صبر کا نمونہ دکھاتا ہے اور کامل اتباع اور کامل اطاعت کا نمونہ دکھاتا ہے اور سچے طور پر مستقیم بن جاتا ہے اور کسی صورت میں بھی استقامت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بشارتیں عملی رنگ میں اس کی زندگی میں پوری ہو جاتی ہیں اور اس دنیا میں بھی اس کے لئے ایک جنت پیدا کی جاتی ہے جس کا وہ احساس رکھتا ہے اور جس کی لذت اور جس کی مسرت سے وہ محفوظ ہوتا ہے۔

ہم سے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ کیا ہے اور وہ وعدہ یہ ہے کہ اگر ہم قرآن کریم کی شریعت کی کامل اتباع کریں گے اور اخلاص کے ساتھ (دین) پر عمل پیرا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ساری دنیا میں (دین حق) کو غالب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اگر ہم یہ خواہش رکھتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہمارے حق میں، ہماری زندگیوں میں اور ہماری نسل میں پورا ہو تو ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم صبر کا وہ نمونہ دکھائیں جو ہم سے پہلوؤں نے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں دکھایا اور ہم مستقیم بن جائیں، ہم استقامت پر کھڑے ہونے والے بن جائیں، ہم کسی صورت میں کسی مصیبت کے وقت، کسی دکھ کے وقت، کسی ابتلاء کے وقت، کسی آزمائش کے وقت، کسی طوفان کے وقت اور ساری دنیا کے حملوں کے اوقات میں اپنے خدا کے دامن کو نہ چھوڑیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 18 اپریل 1969ء)

مکرم اویس احمد نصیر صاحب

اردن اور اس کے مشہور شہر

اردن کا تعارف

اردن کے شمال میں شام، مشرق میں عراق اور سعودی عرب، جنوب میں سعودی عرب اور خلیج عقبہ اور مغرب میں اسرائیل واقع ہے۔ اردن کے بارہ صوبے (اربد، عجلون، جرش، بلقاء، عمان، زرقاء، مادبا، کرک، طفیلہ، معان، عقبہ) ہیں۔ 2014ء میں ہیومینیٹی فرسٹ نے اردن کے شہر ''مفرق'' میں پہلے سکول کا افتتاح کیا۔ اردن کے درج ذیل مقامات یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثہ میں شامل ہیں۔

پیٹرا (صوبہ معان)، قصیرة عمرة (صوبہ الزرقاء)، ام الرصاص (صوبہ مادبا)، وادی رم (صوبہ العقبہ)، المغطس (صوبہ البلقاء)۔

دیگر عرب ممالک میں لوگ یا تو عربی لباس یعنی ٹوپی پہنتے ہیں اور سر پر رومال اور گول چکر باندھتے ہیں جسے ''قطرہ'' کہتے ہیں یا پھر پینٹ شرٹ وغیرہ پہنتے ہیں۔ اردن کے لوگوں نے ان دونوں لباسوں کو ملا کر ایک نیا لباس ایجاد کیا ہے۔ یہ لوگ نیچے تو پینٹ شرٹ اور ٹائی استعمال کرتے ہیں اور سر پر عربی رومال اور قطرہ باندھتے ہیں۔

اردن میں کافی مقدس قبور ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ صحابہ اور انبیاء کی قبریں ہیں مثلاً حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کی طرف منسوب قبر غور نامی علاقہ میں ہے اور حضرت شرجیل بن حسنہؓ کی قبر مشارع نامی علاقہ میں اور حضرت معاذ بن جبلؓ اور عامر بن ابی وقاصؓ کی قبور شمالی اغوار نامی علاقہ میں ہے۔ اسی طرح سلط نامی شہر کے قریب حضرت ایوبؑ کی قبر ہے اور وادی شعیب میں حضرت شعیبؑ کی طرف منسوب کی جانے والی قبر ہے۔

عمان۔ اردن کا دارالحکومت

عمان کا شہر پہاڑوں پر واقع ہے اور سطح سمندر سے تقریباً 750 میٹر کی بلندی پر ہے۔ پڑوسی ممالک کے شہروں میں القدس شامل ہے جو 80 کلومیٹر مغرب کی جانب واقع ہے اور دمشق 180 کلومیٹر شمال کی جانب، بغداد 800 کلومیٹر مشرق کی جانب اور مکہ مکرمہ 1225 کلومیٹر جنوب کی جانب واقع ہے۔ عمان میں متعدد میوزیم پائے جاتے ہیں مثلاً المتحف الوطنی، متحف صرح الشهيد، متحف الاطفال۔ عمان کے علاقہ جبل عمان میں ایک ایسا بازار ہے جو عمانی ثقافت کے لئے مخصوص ہے اس بازار کا نام جارا ہے۔ یہ موسمی بازار ہوتا ہے جو مئی سے اکتوبر تک ہر جمعہ کے دن لگتا ہے۔ جامعۃ الاسراء عمان میں واقع ایک یونیورسٹی ہے۔ جس کا آغاز 1991ء میں ہوا۔ جس میں آرٹس، انجینئرنگ، نرسنگ، فارمیسی کے علاوہ اور بھی فیکلٹیز ہیں۔

ایک عجوبہ PETRA پیٹرا

پیٹرا عمان سے 262 کلومیٹر دور جنوب کی جانب ایک تاریخی شہر ہے۔ عربی میں اسے البتراء کہا جاتا ہے۔ اس کا پرانا نام المدينة الوردية تھا یعنی کہ گلابوں کا شہر اور یہ نام اس لئے دیا گیا تھا کیونکہ اس کے پہاڑوں کا رنگ گلابی مائل تھا۔ بتراء یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب چٹان ہے۔ اس کی تاریخ بہت پرانی ہے اور بہت پرانے قبائل مثلاً نبطی قبائل یہاں آکر آباد ہوئے ہیں۔ چٹانوں میں کھدی ہوئی عمارتوں کو دیکھ کر انجینئرنگ کی کمال حد کا احساس ہوتا ہے۔ یہ عمان شہر سے 240 کلومیٹر جنوب کی جانب واقع ہے۔ پیٹرا میں ایک میوزیم ہے جس کا افتتاح اپریل 1994ء میں ہوا اور اس میں 600 سے زائد تاریخی نمونے نمائش کے لئے رکھے گئے ہیں۔ پیٹرا کا شہر عالمی ثقافتی ورثہ میں بھی شامل ہے۔ پیٹرا میوزیم کے پہلے ہال میں نبطی قبائل کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے ہال میں آرکیالوجی سے متعلق اشیاء رکھی گئی ہیں۔ جو مختلف وقتوں میں دریافت ہوتی رہی ہیں۔ 7 جولائی 2007ء کو پیٹرا کو سات عجائب میں سے ایک عجوبہ قرار دے دیا گیا۔ پیٹرا کے پہاڑوں سے گزرنے والا ایک رستہ پورے بترا کا مشاہدہ کراتا ہے اس رستہ کا نام سیق ہے۔ سیق کے دونوں جانب بلند و بالا پہاڑ ہیں اور درمیان میں چند فٹ کا رستہ ہے۔ یہ رستہ 1200 میٹر لمبا ہے اور اس کے اردگرد کی چٹانیں سومیٹر بلند ہیں۔ انہی میں ایک water channel بنا ہوا ہے۔ پہاڑوں کے اوپر موجود ڈیم میں پانی جمع ہوتا تھا اور انہی نالیوں کے ذریعے یہ پانی پیٹرا شہر تک آتا ہے۔ یہاں ایک مخزن بھی ہے جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ نبطی قوم کے افراد اپنا خزانہ یہاں جمع کیا کرتے تھے۔ اس مخزن کا گیٹ نہایت شاندار ہے جسے پہاڑی کو حد درجہ خوبصورتی سے تراش کر یہاں نصب کیا گیا ہے۔ مخزن کے نیچے ایک تہہ خانہ بھی بنا ہوا ہے۔

موتہ

موتہ اردن کے صوبہ کرک میں واقع ایک شہر ہے جو کرک شہر سے 12 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور عمان سے 140 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ جنگ موتہ ایک وسیع میدان میں ہوئی تھی۔ اس میدان میں شہداء موتہ کی قبور ہیں اور ساتھ ہی ایک بورڈ پر ان شہداء کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔ میدان کے سامنے اردن کی مشہور یونیورسٹی ''جامعہ موتہ'' بنی ہوئی ہے۔ جنگ موتہ والے میدان کے باہر سبز رنگ کے بورڈ میں موقع معرکہ موتہ (یعنی موتہ کا مقام) لکھا ہوا ہے۔

مادبہ

مادبہ کا شہر عمان سے 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر جنوب کی جانب واقع ہے اور یہ صوبہ مادبہ کا دارالحکومت بھی ہے۔ مادبہ کے مشہور مقامات میں الدير، جبل نيبو، مكاور، كنيسة الرسل، حی الازایدہ، الفیحاء شامل ہیں۔ مادبہ میں ایک میوزیم بھی ہے جس میں قدیم دور کی باقیات اور اردن کے قدیم روایتی کڑھائی والے کپڑے، زیورات اور برتن آویزاں کئے گئے ہیں۔ مادبہ سے 32 کلومیٹر کے فاصلہ پر مکاور گاؤں کے قریب قلعہ مکاور واقع ہے۔ عمان سے 58 کلومیٹر اور مادبہ سے 27 کلومیٹر کے فاصلہ پر حمامات ماعین ہیں یعنی ماعین کے چشمے۔ یہ بھی ایک سیاحتی مقام ہے۔ یہاں پر ایک فائیو سٹار ہوٹل بھی ہے۔ ام الرصاص نامی گاؤں بھی مادبہ سے جنوب کی طرف 60 کلومیٹر کے فاصلہ اور عمان سے جنوب کی طرف 60 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کا موسم صحرائی اور خشک ہوتا ہے اور سردیوں میں شدید سرد ہوتا ہے اور بعض دفعہ برف بھی پڑتی ہے۔ یہاں ایک قدیم چرچ سینٹ سٹیفن واقع ہے۔ ام الرصاص سے 3 کلومیٹر کے فاصلہ پر جمیل نامی گاؤں میں 7 قدیم گرجا گھر ہیں جو نہایت پرانے ہیں۔

ایک پاکستانی سیاح لکھتے ہیں۔

''مادبہ شہر پہنچے تو لاہور کے دہلی دروازہ جیسا ماحول پایا۔ ویسی ہی دکانیں، ویسی ہی ریڑھیاں، الیکشن کے ویسے ہی پوسٹر اور لوگوں کے چہروں پر ویسے ہی تاثرات۔ خود سے مختلف پا کر لوگ ہمیں مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ مادبہ ایک قدیم شہر ہے جو رومی دور کی بہت سی یادیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ہم نے ایک دو افراد سے موزائک چرچ کا پوچھا اور گلیوں میں واقع چرچ تک پہنچ گئے۔ یہ پورا محلہ عرب عیسائیوں کا علاقہ تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اس علاقہ کے لوگوں نے مغربی تہذیب کو پوری طرح اپنا لیا ہو''۔

عقبہ

عقبہ عمان سے 330 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ علاقہ سیاحتی بھی ہے اور اردن کی واحد بندرگاہ بھی یہاں واقع ہے۔ صوبہ عقبہ کے سب سے بڑے میوزیم کا نام متحف آثار العقبہ (یعنی عقبہ کے آثار قدیمہ کا میوزیم) ہے جس کا افتتاح 1989ء میں ہوا۔ عقبہ میں ایک ائیرپورٹ بنام مطار الملك الحسين الدولی (ملک حسین انٹرنیشنل ائیرپورٹ) بھی ہے۔

عقبہ جس خطے میں واقع ہے، وہاں چار ممالک کے سرحدی شہر واقع ہیں۔ بحیرہ احمر کی مشرقی شاخ خلیج عقبہ یہاں آ کر ختم ہوتی ہے۔ سمندر کے مشرقی جانب سعودی عرب کا شہر ''حقل'' ہے جس سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر اردن کی واحد بندرگاہ ''عقبہ'' ہے۔ سمندر کے مغربی جانب عقبہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر اسرائیل کی بندرگاہ ''ایلہ'' ہے جس سے پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر مصر کا شہر ''طابہ'' ہے۔ عقبہ کے مشہور کھانوں میں صیادیہ ہے جو کہ چاول، مچھلی اور مختلف مصالحہ جات سے بنتا ہے اور الطاجن ہے یہ مچھلی میں ٹماٹر، پیاز اور مرچیں وغیرہ ڈال کر فرائی پین میں تیار ہوتی ہے اور ایک کھانا البخاری ہے یہ کھانا شادیوں میں مشہور ہے اور گوشت، چاول، گھی سے بنتا ہے اور الحوح ہے جو مٹھائی کی قسم ہے اور میوہ جات اور کھجوروں سے بنتا ہے اور پھر اسے گھی میں فرائی کیا جاتا ہے اور التمر و السمن یہ جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے کہ کھجوریں اور گھی۔ کھجوریں گھی میں ڈبو کر مہمانوں کو پیش کی جاتی

ہیں۔عقبہ میں ایک زیرِ سمندر پارک ہے جسے عربی میں منتزہ العقبہ البحری کہا جاتا ہے۔1997ء میں اس کا آغاز ہوا۔اس میں سیاح سمندر کے اندر جا کر سمندر کی زندگی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔یہ عقبہ شہر کے جنوب میں واقع ہے۔زیرِ سمندر مچھلیاں، پتھر،سمندری سانپ اور بہت کچھ دیکھنے کو ملتا ہے۔

وادی رم

وادی رم کو وادی قمر بھی کہا جاتا ہے۔یہ عقبہ سے 70 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔یہ ایک صحرائی علاقہ ہے۔وادی رم کے سیاحتی علاقوں میں جبل رم، جبل الخزعی، المعبد النبطی، کسبان الحسنی الرملیة (حسنی ریتی ٹیلے) شامل ہیں۔یہیں اردن کی سب سے بلند چوٹی ام الدامی ہے جو کہ 1850 میٹر سطح سمندر سے بلند ہے۔وادی رم میں دنیا کے مختلف اقطاع سے آئے ہوئے لوگ چٹان پر چڑھائی بھی کرتے ہیں۔وادی رم میں بدوؤں کی ابھی تک رہائشیں ہیں ان کے مختلف قبائل یہاں خیموں میں بھی رہتے ہیں۔مثلاً زلابیا قبیلہ، زوایدہ، الصویلحین، العمران، القدمان اور قبائل الدبور یہاں آباد ہیں۔بدوی عورتیں چمڑوں سے خیمے بناتی ہیں جسے عربی میں بیوت الشعر کہا جاتا ہے۔بدوی عورتیں المدرقة پہنتی ہیں۔یہ برقعہ کی مانند لمبا سیاہ لباس ہے۔بدوں کی رسم ہے کہ جب کوئی مہمان آئے تو اسے تین طرح کے قہوے پیش کئے جاتے ہیں ایک فنجان الضیف (مہمان کا قہوہ) جو کہ مہمان کی آمد کے اعزاز میں دیا جاتا ہے اور ایک قہوہ فنجان السیف (تلوار کا قہوہ) یہ بدو کی طاقت پر دلالت کرتا ہے اور تیسرا فنجان الکیف (خوش خلقی کا قہوہ) یہ قہوہ ان کے اچھے اخلاق پر دلالت کرتا ہے۔بدوی کھانوں میں المنسف ہے جو کہ بکرے کا گوشت ہوتا ہے اور ایک بڑی تھال میں پیش کیا جاتا ہے اسی طرح الرشوف ہے جو کہ مکئی اور دہی کو ملا کر پیس کر بنایا جاتا ہے۔

جرش

جرش اردن کا ایک رہائشی علاقہ جو صوبہ جرش میں واقع ہے اور صوبہ جرش کا سب سے بڑا شہر ہے۔جرش عمان سے 48 کلومیٹر دور شمال کی جانب ہے۔جرش میں یونیورسٹی بھی ہے۔1981ء سے جرش میں ایک میلہ لگتا ہے جس میں یہ لوگ اپنی ثقافت کا اظہار کرتے ہیں۔پیٹرا کے بعد جرش سب سے زیادہ سیاحتی مقام ہے۔جرش میں تاریخی محل، مختلف ٹیمپلز، کچھ پرانے ستون ہیں۔ایک ڈیم بھی بنا ہوا ہے جو اردن کے بڑے ڈیموں میں شمار ہوتا ہے۔

احمدیہ مشن اردن

شاہ عبد اللہ والی اردن کے بادشاہت کے تیسرے سال مولوی رشید احمد صاحب چغتائی واقف زندگی ماہ مارچ 1948ء کو حیفا سے شرق الاردن کی دار السلطنت عمان پہنچے اور ایک نئے احمدیہ مشن کی بنیاد ڈالی۔یہ مشن ماہ جولائی تک جاری رہا۔اس کے بعد آپ شام و لبنان میں تشریف لے گئے اور دین برحق کی منادی کرنے لگے۔اردن مشن کی ابتداء نہایت پریشان کن ماحول اور حوصلہ شکن حالات میں ہوئی۔قضیہ فلسطین کے باعث ہر طرف ابتری پھیلی ہوئی تھی اور دوسرے کثیر التعداد مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی طرح حیفا کے متعدد احمدی گھرانوں کو بھی ہجرت کر کے شام و لبنان میں پناہ گزین ہونا پڑا تھا۔خود مولوی رشید احمد صاحب چغتائی جو حیفا ہی سے اردن میں تشریف لائے تھے محض اجنبی اور غریب الدیار تھے۔

مولوی صاحب موصوف نے اپنی دعوت الی اللہ کی عملی اور اصلاحی سرگرمیوں کا آغاز ایک ہوٹل سے کیا جہاں آپ صرف چند ہفتے مقیم رہے مگر پھر جلد ہی اخراجات میں تنگی کی وجہ سے اپنے ایک عرب دوست السید عبدالکریم المعایطہ ابن الحاج محمد ھلال المعایطہ کے ساتھ ایک کمرہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔چند ماہ بعد جب فلسطین کے ایک مخلص عرب احمدی پناہ گزین السید طہ القزق عمان میں آ گئے تو مولوی صاحب ان کے پاس ایک مختصر کمرہ میں منتقل ہو گئے۔یہ کمرہ کرایہ پر لیا گیا تھا اور شارع المحطة یعنی ریلوے روڈ پر واقع تھا۔

حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کا اردن میں ورود

حضرت چوہدری صاحب نے 1953ء میں ایشیاء کے بعض ممالک کا دورہ کیا اس دوران اردن جانے کا بھی اتفاق ہوا، اور اردن کے بادشاہ جلالۃ الملک حسین ابن طلال بن عبد اللہ نے حضرت چوہدری صاحب کو اردن کا اعلیٰ ترین ایوارڈ ستارہ اردن بھی دیا۔اس بارہ میں آپ اپنی خودنوشت تحدیث نعمت میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جلالۃ الملک سے میری تین ملاقاتیں ہوئیں۔ ہر دفعہ بڑی محبت سے پیش آئے۔ایک ملاقات میں تو صرف میں حاضر خدمت تھا، بلا تکلف عرب اور عالم اسلام کے اہم مسائل پر گھنٹہ بھر سے زائد گفتگو رہی۔دوسرے دن شام کے کھانے پر وزراء اور سفراء اور کثیر تعداد شرفاء کی مدعو تھی۔کھانے کے بعد جلالۃ الملک نے کمال شفقت سے اردن کا سب سے اعلیٰ نشان مجھے مرحمت فرمایا"۔

اردن کے سب سے پہلے احمدی

سلطنت اردن کے قدیم اور تاریخی شہر الکرک کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اردن میں سب سے پہلے وہاں احمدیت کا بیج بویا گیا اور مشہور قبیلہ المعایطہ کے سردار کے بڑے لڑکے السید عبداللہ الحاج محمد المعایطہ اور ان کے بعض افراد خاندان داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

ہم وہی لوگ ہیں

جن کی راہوں میں کانٹے بچھائے گئے
جنکے بستے ہوئے گھر جلائے گئے
وہ جو ہر دور میں آزمائے گئے
بے گناہ جو لہو میں نہائے گئے
ہم وہی لوگ ہیں ہم وہی لوگ ہیں

وہ جو رسمیں وفا کی نبھا کے چلے
شہر جاناں کو سب کچھ لُٹا کے چلے
اپنے پیاروں کی لاشیں اُٹھا کے چلے
ہر قدم ضبط غم آزما کے چلے
ہم وہی لوگ ہیں ہم وہی لوگ ہیں

وہ جنہوں نے جفاؤں کو مانا نہیں
چار دن کے خداؤں کو مانا نہیں
جبر کی انتہاؤں کو مانا نہیں
قاتلوں بے وفاؤں کو مانا نہیں
ہم وہی لوگ ہیں ہم وہی لوگ ہیں

وہ جو قصوں کتابوں میں مشہور تھے
کلمہء حق جو کہنے پہ مامور تھے
وہ جو محصور تھے، وہ جو مجبور تھے
وہ جو سقراط تھے وہ جو منصور تھے
ہم وہی لوگ ہیں ہم وہی لوگ ہیں

وہ جو حرفِ وفا معتبر کر گئے
یوں جلے شب نگر میں سحر کر گئے
وہ جو اُجڑے چمن باثمر کر گئے
عشق اپنے لہو سے امر کر گئے
ہم وہی لوگ ہیں ہم وہی لوگ ہیں

مبارک صدیقی